امیر المؤمنین۔ وارثِ قصاصِ شہید مظلوم عثمان، خلیفۂ راشد

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم

سرو قد، لحیم و شحیم، رنگ گورا، چہرہ کتابی آنکھیں موٹی چتون شیر کی مانند، گھنی ڈاڑھی، وضع قطع، چال ڈھال میں بظاہر شان و شوکت اور تمکنت مگر فزاج اور طبیعت میں زہد و تواضع، فروتنی، حلم اور بردباری، فقیرانہ تمکنت اور امیرانہ مسکنت کا بہترین امتزاج............ یہ سراپا ہے صحابیٔ رسول، پروردۂ رسول، بشارت یافتۂ زبانِ نبوت ﷺ، ہادی و مہدی امت، سیدنا معاویہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ کا۔

عرب کے مشہور قبیلہ قریش کی شاخ بنوہاشم کے فردِ فرید سیدنا ابوسفیان صخرؓ ابن حرب ابنِ امیہ کے گھر ولادتِ باسعادت ہوئی، والدہ ماجدہ سیدہ ہندؓ ہیں، جو اپنی بہت سی خصوصیات کی وجہ سے عرب کی چند مشہور معزز خواتین میں سے ایک تھیں۔

علماء محققین کی تحقیق کے مطابق سیدنا معاویہؓ ۶ھ اور ۷ھ کے درمیان اسلام لائے۔ حافظ ابن حجر کے مطابق آپ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔

آپ مکہ کے ان چُنیدہ لوگوں میں سے ایک تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبولِ اسلام اور فتح مکہ کے بعد آپ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو کتابتِ وحی اور دیگر امور کے حساب و کتاب کے لئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ.... جناب رسولِ کریم ﷺ اور عرب کے دوسرے قبائل یا ملوک کے مابین خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ سندِ صحیح کے ساتھ سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ

"میں کھیل رہا تھا...... جناب رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ، اور معاویہؓ وحی لکھا کرتے تھے" سیدنا معاویہؓ نے نبی کریم ﷺ کی ہمرکابی میں غزوۂ حنین و طائف میں شرکت کی اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے۔ نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا یا چاندی عطا فرمائی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں آپکے بڑے بھائی سیدنا یزید بن ابی سفیانؓ کی سرکردگی میں شام کی طرف جو لشکر بھیجا گیا اس کے ہراول دستہ کا علم بردار آپکو مقرر کیا گیا۔ طبری اور ابن کثیر کے بقول سیدنا یزیدؓ کی امداد کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک فوج مرتب فرمائی۔ جس کا امیر سیدنا معاویہؓ کو مقرر کیا۔ چنانچہ تاریخ کے صفحات میں مرقوم ہے۔

لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پس آپ نے ان پر سیدنا معاویہؓ کو امیر مقرر فرمایا، اور انہیں سیدنا یزید الخیر سے ملنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سیدنا معاویہ ان کو لیکر یزید بن ابی سفیان سے جاملے۔ سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے دورِ خلافت میں صیدا، بیروت، عراق اور شام کے ساحلی علاقوں کی مہم سیدنا یزید بن ابی سفیانؓ کی زیر قیادت مقدمہ الجیش کی کمان آپ ہی کے ہاتھوں میں تھی، ان علاقوں کے اکثر و بیشتر حصہ کی فتح آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ ۱۸ھ میں جب عمواس کا عظیم طاعون پھیلا تو آپ کے بھائی سیدنا یزیدؓ کا انتقال ہوا۔ تب سیدنا فاروقِ اعظمؓ نے آپکو ہی شام کا والی مقرر فرمادیا۔ آپ کے دورِ گورنری میں دمشق نے ہر شعبہ میں ترقی کی۔ سرحدی علاقہ ہونے کی وجہ سے اور سیاسی اور انتظامی لحاظ سے اس کی بہت اہمیت تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ یہاں مسلمانوں کا ظاہری دبدبہ اور شان و شوکت بھی نظر آئے تاکہ اہل کفر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب داب قائم رہے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمرؓ نے اس شان و شوکت پر اعتراض کیا تو سیدنا معاویہؓ نے عرض کیا، یاامیر المومنین! کفار کو مرعوب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا...... معاویہؓ! جب بھی میں نے تمہیں کوئی سوال کیا۔ تم نے لاجواب کر دیا۔ سیدنا معاویہؓ کی اسی سیاسی حکمتِ عملی کے پیش نظر سیدنا عمرؓ نے ان ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

آپکے دورِ گورنری اور دورِ خلافت میں فتوحات میں قابلِ قدر اضافہ ہوا۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ سیدنا معاویہؓ خود بہت تجربہ کار تھے اور اسلامی لشکروں ک قیادت کر چکے تھے۔ پھر آپ کا خاندان میدانِ سیاست اور میدان محاربہ میں عرب کے دیگر قبائل میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ آپ میں بھی وہ صفات اور خوبیاں منتقل ہوئیں جو آپ کے خاندان میں پائی جاتی تھیں۔ شہید مظلوم سیدنا عثمانؓ کے دور میں افریقہ کا بہت سا حصہ اسلامی مملکت میں شامل ہو گیا تھا۔ خاص طور پر شمالی افریقہ کا تمام علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آگیا تھا۔

سیدنا علیؓ کے دورِ خلافت میں کچھ عرصہ کے لئے ان فتوحات کا سلسلہ رکا مگر جب سیدنا معاویہؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو پھر پورے زور و شور سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سندھ اور ترکستان اور قسطنطنیہ پر لشکر کشی ہوئی۔

روڈس اور ارواڈ آپ کے ہی دور میں فتح ہوئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں مجموعی طور پر ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

آپ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنکو نبی کریم ﷺ نے مختلف اوقات میں بشارات سے نوازا۔ ان بشارات اور دعاؤں سے بارگاہِ نبوت میں آپ کا مقام و مرتبہ واضح ہوجاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به

(اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت پر قائم رہنے والا اور لوگوں کے لئے ذریعہ ھدایت بنا)

اللهم علم معاوية اللكتاب و الحساب و قه العذاب

اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے اس کو محفوظ رکھ۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یا معاویة ان ولیت امراً فاتق الله واعدل

اے معاویہ اگر تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اختیار کرنا ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

ان ولیت فاحسن

ان میں واضح طور پر خلافت کی بشارت موجود ہے۔

سیدنا عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد سیدنا علیؓ خلیفہ بنے۔ ان کے دور خلافت میں قصاصِ سیدنا عثمانؓ کے مطالبے پر دو مرتبہ جنگیں ہوئیں۔ دونوں طرف صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت تھی۔ بہت سے صحابہ ان مشاجرات میں شہید ہوئے۔ یہ مختصر مضمون تفصیل کا متحمل نہیں۔ امت کے اجتماعی موقف کے مطابق ان واقعات کے بیان میں یعنی مشاجرات صحابہ کے سلسلہ میں صحابہ کے بعد قیامت تک تمام مسلمانوں کو اپنی زبانیں بند رکھنی چاہئیں۔ مشاجراتِ صحابہ میں کوئی غیر صحابی، مجتہد و حکم بننے کا حق نہیں رکھتا۔ تمام صحابہ حق، عینِ حق اور معیار حق ہیں۔ سیدنا علیؓ نے اپنی مرض الوفات میں اپنے فرزند اکبر سیدنا حسنؓ کو خلیفہ نامزد کر دیا۔ آپکی وفات کے بعد سیدنا حسنؓ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ مگر گذشتہ واقعات اور محاربوں کی وجہ سے فضا میں زبردست کشیدگی موجود تھی۔ چھے ماہ بعد سیدنا معاویہؓ اور سیدنا حسنؓ کے مابین صلح ہو گئی۔ سیدنا حسنؓ نے مسلمانوں کے عظیم مفاد کی خاطر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ اور سیدنا معاویہؓ کو امت کا خلیفہ تسلیم کر لیا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہو گئی جو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمائی۔

ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین الفئتین عظمتین من المسلمین۔

اسی سال کو عام الجماعت قرار دیا گیا۔ کیونکہ تمام جماعتیں، گروہ اور قبائل سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر قائم ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کر لیا۔ یعنی آپکی خلافتِ راشدہ پر اجماعِ امت ہو گیا۔

یہاں سے سیدنا معاویہؓ کا وہ سنہرا دور شروع ہوا جس کے متعلق بہت سوں کا خیال تھا کہ اس طرح کی مثالی فلاحی اسلامی مملکت نہ کبھی پہلے قائم ہوئی نہ بعد میں اسکی نظیر ملنے کی امید ہے۔ خارجیوں، رافضیوں، سبائیوں اور دیگر اعداءِ دین کی سر کوبی ہوئی۔ ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ رفاہِ عام کے کام تیزی سے ہونے لگے۔ معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار اصلاحات ہوئیں۔ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ ہوا۔ نقل و حمل، قضاء و عدالت، عسکری نظام، نئے شہروں کی تعمیر، پرانے قلعوں کی مرمت اور نئے قلعوں کی بناء، چھوٹی بڑی صنعتوں کا قیام، بری افواج اور بحری افواج کا علیحدہ علیحدہ نظام، بحری جہازوں کی تیاری، مالیات کا شعبہ، یہ سب اپنے اپنے دائرے میں ترقی کرنے لگے۔ خصوصاً بحری شعبہ میں اُنہیں مسلمانوں کا امیر البحر قرار دیا گیا۔ انہی کے دور میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا اور مسلمانوں نے بحری جنگیں جیتیں۔ صرف دمشق میں ہی

نہیں بلکہ دیگر شہروں میں بھی روزانہ شام کو سرکاری ہرکارے آواز لگاتے کہ..... ہے کوئی مسافر، ہے کوئی ضرورت مند، کوئی فقیرو مسکین، وہ آئے اور بیت المال سے اپنی ضرورت پوری کرے...... آج کے دور میں حکومتیں عوام سے ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ پھر ٹیکس کی کوئی ایک شکل نہیں بلکہ مختلف طریقوں سے اور انداز سے قوم کی جیبیں کاٹی جاتی ہیں۔ ان جابر و ظالم حکمرانوں کا بس چلے تو قوم کا خون بھی چوس لیں...... لیکن ایک طرف اسلامی مملکت کا یہ حال ہے کہ وہاں پوچھا جاتا ہے کہ کوئی ضرورت مند ہے؟ وہ آئے اور اپنی ضرورت پوری کرے۔ جی ہاں پھر یہ دور بھی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کا ہے۔ جن کے دور میں خیر و برکت۔ فوز و فلاح آسودگی و خوشحالی سے ہر گھر معمور تھا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ نے مجموعی طور پر ۴۰ سال حکومت کی۔ ۵۶ھ میں آپ نے اپنے فرزند دلبند امیر یزید کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عامۃ المسلمین کے مشورہ سے اپنا ولی عہد مقرر فرمایا۔ ۶۰ھ تک آپ اپنی عمر کے ۷۸ برس مکمل فرما چکے تھے۔ بڑھاپا بھی بہت ہو چکا تھا۔ رجب میں آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی۔ پھر سنبھل نہ سکی۔ اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ اپنے مرض الوفات میں آپ نے امیر یزید کو اور خاندان والوں کو وصایا فرمائیں۔ جو درحقیقت صرف ان کے خاندان کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے آج بھی مینارۂ نور ہیں۔

آپ نے امیر یزید کو اور خاندان والوں کو فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ کیونکہ اللہ رب العزت ڈرنے والوں کو مصائب میں مبتلا نہیں فرماتا۔ لیکن جو حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں۔

اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت کی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی ایک قمیص مرحمت فرمائی تھی۔ اس کو میں نے اسی روز کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ آپ کے موئے مبارک اور ناخن بھی شیشہ میں محفوظ ہیں۔ اسی قمیص میں مجھے کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں بھر دینا۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میری مغفرت فرما دیں۔"

وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین ہوئی۔ اور حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

نمازِ جنازہ کے بعد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہایت رنج و غم و حسرت و یاس سے وہاں پہنچا دیا گیا۔ جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں پلٹتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

احلم امتی واجودھا۔ معاویہ

میری امت میں سب سے زیادہ حلیم اور بردبار معاویہ ہیں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

لاتنکرھوا امارۃ معاویۃ۔ معاویہ کی امارت کو ناپسند مت کرنا

کسی نے حضرت معافی بن عمران سے پوچھا معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہیں؟ تو اس پر وہ غضب ناک ہوئے اور سائل کو کہا

"کیا تم صحابی کو تابعی کی مثل بنانا چاہتے ہو؟ معاویہؓ تو آپ ﷺ کے صحابی اور برادر نسبتی ہیں۔ آپ کے کاتب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے امین ہیں۔

سیدنا معاویہؓ کے فضائل و محامد اور محاسن اس قدر ہیں کہ انسان گننے لگے تو گنتا ہی چلا جائے۔

ہر دور میں جاہل اور منافق موجود رہے ہیں اسی طرح آج کے دور میں بھی کچھ جاہلوں اور منافقوں کو آپ کا یہ مقام و مرتبہ، اور رتبہ علیا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ سیدنا معاویہؓ کو کسی طرح خاطی، مخطی، ظالم، جابر، جائر اور معاذ اللہ قرآن ناشناس ثابت کیا جائے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے؟ منہ پر ہی گرا جس نے بھی ماہتاب پہ تھوکا

یہ عمل بد انجام دینے والا کوئی بھی ہو، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ چاہے وہ خود پیر ہو یا کسی پیر کا خلیفہ ہو یا اس کا کلوخ بردار!

وہ ابلیس کا نمائندہ بن کر اپنی زبان و قلم سے جتنی چاہے بکواس کر لے، تاریخ کی مکذوبہ اور رافضی روایات کا سہارا لے کر جتنی غلاظت بھی اگل لے جائے مگر سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ کا بال بھی بھیگا نہیں کر سکتا کہ ان کی شخصیت ہمہ جہت نسبت صحابیت سے متصف ہے۔ ہاں اگر کچھ بگڑے گا تو اسی بد زبان اور دون نہاد کا۔ یقیناً اس کی آخرت تباہ ہوگی۔ اور ایک صحابیٔ رسول کے بارے میں اُگلی ہوئی تمام غلاظت روزِ محشر اس کے منہ پر مل دی جائے گی۔

(بقیہ از ۳۹)

پولیس کو مجلس احرار اسلام لائل پور سے ایسی جرأت رندانہ کی توقع نہ تھی اور نہ ہی اتنے بڑے مظاہرہ کا انکو اندازہ تھا اچانک یہ سب کچھ دیکھ کر عجیب بوکھلاہٹ میں بندوقوں سے مسلح اور لٹھ بند پولیس کے دستے جلوس کے آگے پیچھے بھاگتے دوڑتے رہے اور مظاہرین کو دہشت زدہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے مظاہرہ پروگرام کے مطابق کامیاب رہا۔ جس سے حکومت کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ احرار کی بہادری اور جرأت کے چرچے شہر کے گلی کوچوں میں اور گاؤں گاؤں ہونے لگے۔ عوام و خواص پر مرزائیت کا پول کھل گیا اس مظاہرہ کا اثر کئی کانفرنسوں اور جلوسوں پر بھاری رہا اس مظاہرہ کے بعد ہی مجلس کی شاخیں مضافات میں قائم ہو گئیں موضع گوکھووال میں بھی ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس گاؤں میں مرزائی بھی آباد تھے بلکہ ایک نمبردار بھی تھا جس کا اثر و رسوخ کافی تھا۔ وہاں مجلس احرار کا قیام مرزائیت کے لئے پیغام اجل تھا۔ گوکھووال میں بہت سے جلسے مجلس احرار اسلام لائل پور کے زیر انتظام منعقد ہوئے اور وہاں کافی "اٹ کھڑکا" رہا۔ (باقی آئندہ)